اسعد قاسم سنبھلی ـــــ دار الافتاء دار العلوم دیوبند

علماء دیوبند اور خدمت حدیث

ہندوستان میں علم حدیث کی تاریخ پر جب ہم ایک غائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ اس ملک میں فن حدیث کی تاریخ بہت پرانی ہے اور قدیم زمانے سے ہی اس کے دنیائے حدیث سے گہرے روابط رہے ہیں، ایک مورخ تاریخ کے صفحات الٹ کر اگر محدثین کے قافلوں کا جائزہ لے تو دوسری ہجری میں ہی عبدالرحمن بن ابو زید بیلمانی وغیرہ جیسے بلند پایہ ہندی النسل محدث اقبال کی بلندیوں کو چھوتے نظر آئیں گے اور حدیث کی ان کتابوں میں بھی ان کی روایتیں ملیں گی جنہیں آج دنیا جامع ترمذی اور سنن النسائی کے بلند نام سے جانتی ہے تو اس طرح فن حدیث سے تو برصغیر دوسری صدی میں ہی آشنا ہو چکا ہے لیکن خدمت حدیث کا روشن آفتاب یہاں اس وقت طلوع ہوتا ہے جب کہ ساتویں صدی کے ہندوستانی محدثین نے دوسرے بلاد اسلامیہ کے ساتھ ساتھ ہندوستان کو بھی اپنی توجہات کا مرکز بنا کر جگہ جگہ علم حدیث کے چراغ جلائے اور جب ہندوستان نے گیارہویں صدی میں قدم رکھا تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ان چراغوں کو مزید جلا بخشی جو عرصہ دراز سے علمی حلقوں میں مسلسل ضیاء باری کر رہے تھے پھر بارہویں صدی میں حضرت شاہ ولی اللہ نے اس علم کو ایک نیا موڑ دیا اور اس کی کرنیں براہ راست عوام تک پہنچیں، شاہ صاحب کے بعد بھی ان کے فرزندوں اور دوسرے علماء نے اس سلسلے میں اپنی کوششیں جاری رکھیں اور یہ علم ترقی کرتے کرتے جب تیرہویں صدی کے اواخر میں پہنچا اور فکر ولی اللہی کے ترجمان حضرت نانوتوی و حضرت گنگوہی نے دیوبند میں علم حدیث کا چمن لگا کر اس کی آبیاری شروع کی تو اس منزل پر آکر ساتویں صدی میں طلوع ہونے والا سورج نصف النہار تک پہنچ گیا ہے چمن حدیث کی کلیاں چٹخنی ہیں پھول مہکتے ہیں اور دیوبند سے بلند ہونے والی اخبرنا و حدثنا کی دلکش صداؤں سے ہندوستان گونج اٹھتا ہے۔

علماء دیوبند نے یوں تو علم حدیث کے ہر ہر پہلو اور ہر ہر گوشے سے خدمت کی ہے اور حدیث کا کوئی میدان ان کے نقش پا سے محروم نہیں رہا ہے لیکن درس حدیث خصوصی طور پر ان کے فکر و تدبر کی جولانگاہ، ان کی محنتوں کی تماشہ گاہ اور ان کا وہ محبوب مشغلہ ہے جس میں سوا سو سال سے یہ حضرات برابر اپنی تحقیقات کے نادر موتی

بکھیر رہے ہیں، اور یہ صرف اسی جماعت کا طغرۂ امتیاز ہے کہ اس نے حدیث شریف کی خدمت کے لیے شروع ہی سے بلند و بالا اور پرشکوہ عمارت دارالحدیث کے نام سے تعمیر کی ہے اگر کوئی مورخ تاریخ کو کھنگال بھی مارے تو وہ یہ نہیں بتا سکتا کہ گذشتہ صدیوں میں برصغیر میں کوئی عمارت کبھی اس نام سے بھی موسوم رہی ہے۔

پھر درس و تدریس میں بھی علماء دیوبند نے پرانے انداز پر اکتفا نہیں کیا بلکہ برصغیر میں ایسے منفرد درس حدیث کی بنیاد ڈالی جو متقدمین کی تمام درسی خصوصیات کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ دلائل ائمہ اور حنفیہ کی وجوہ ترجیح کی وضاحت پر بھی مشتمل ہے اور ان تمام مسائل پر بھی سیر حاصل بحث کرتا ہے جو دور حاضر میں اسلام کے لیے بظاہر ایک چیلنج کی صورت اختیار کر گئے ہیں، خدمت حدیث کا یہ درسی انداز صرف اکابرین دیوبند کی فکری پرواز کا نتیجہ ہے ورنہ اس سے پہلے تک ہندوستان کے تمام ہی محدثین ترجمۂ حدیث اور صرف مذاہب ائمہ بیان کرنے کے عادی تھے ان کے مزید دلائل کا تذکرہ اور ان میں موازنہ کرنے کا بالکل رواج نہ تھا اسی لیے حدیث کی تنقیح و تشریح کا یہ درسی سلسلہ کچھ ہی دنوں میں اتنا مقبول ہوا کہ ہندوستان، برما، افغانستان، ملیشیا، بخارا، ترکستان اور انڈونیشیا کے پروانہ حدیث سے کھنچ کھنچ کر یہاں آنے لگے اور تھوڑے ہی عرصے میں اس انوکھے درس حدیث سے حضرت شیخ الہند، مولانا فخر الحسن گنگوہی، مولانا محمد حسن سنبھلی، مولانا احمد حسن امروہوی، مولانا عبدالعلی محدث دہلوی، مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری، علامہ کشمیری، حضرت تھانوی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، شیخ الاسلام حضرت مدنی، علامہ شبیر احمد عثمانی، مولانا صدیق نجیب آبادی، مولانا یوسف کاندھلوی، علامہ ابراہیم بلیاوی، مولانا فخر الدین مرادآبادی، علامہ بنوری، مولانا علی احمد اعظمی، مولانا بدر عالم میرٹھی، مولانا حسین علی نقشبندی، مولانا عبدالرحمن مردانی مولانا ظفر احمد تھانوی، مفتی مہدی حسن شاہجہانپوری، مولانا عبدالعزیز پنجابی، مولانا اسلام الحق اعظمی، منّا محمد میاں دیوبندی اور مولانا شریف حسن دیوبندی جیسی خادم حدیث اور نابغۂ روزگار ہستیاں اٹھیں جنہیں کسی بھی حیثیت سے حافظ ذہبی اور حافظ ابن حجر عسقلانی سے کم تر قرار نہیں دیا جا سکتا، اور یہ صرف خوش فہمی پر مبنی دعویٰ نہیں بلکہ وہ حقیقت ہے جس کا اعتراف کرتے ہوئے کویتی وزیر سید ہاشم رفاعی نے دارالعلوم میں اپنی تقریر کے دوران کہا تھا "کہ ہمیں حافظ ذہبیؒ اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے معیار کے علماء کی ضرورت ہے اور ہمیں فخر ہے کہ الحمدللہ اس درجہ کے علماء اس دارالعلوم میں موجود ہیں۔

محدثین کا یہ سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان حضرات میں سے حضرت گنگوہیؒ کے درس سے تین سو، شیخ الہند کے حلقے سے آٹھ سو ساٹھ، علامہ کشمیری کی درسگاہ سے آٹھ سو نو، حضرت مدنیؒ کے درس حدیث سے چار ہزار چار سو تراسی اور مولانا فخر الدین مرادآبادیؒ کے حلقۂ درس سے چھ ہزار مزید خادمین حدیث نے جنم لیا، اور مجموعی طور سے اس کہکشاں میں چمکنے والے علم حدیث کے درخشاں ستاروں کی تعداد ۲۵ ہزار سے متجاوز ہے۔

ایک تاریخ کا طالب علم یہاں حیرت سے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے کہ اتنے قلیل عرصے میں کس طرح اس جماعت نے اتنے محدثین کو جنم دے کر چہار سمت پھیلا دیا کہ اب خدمتِ حدیث کے میدان میں صرف یہی لوگ نظر آتے ہیں اور برصغیر کی کوئی مسند اب ایسی دکھائی نہیں دیتی جو اس سلسلے میں ان لوگوں کی محتاج نہ ہو۔

یہ تو حدیث شریف کی صرف درسی خدمات تھیں، اس سے آگے جب ہم تصنیفی دنیا میں قدم رکھتے ہیں تو یہاں بھی علم حدیث تو یہاں بھی علم حدیث کا کوئی گوشہ ایسا نظر نہیں آتا جس پر اس مکتب فکر نے بھرپور روشنی نہ ڈالی ہو، ایک طرف مولانا گیلانی اور مولانا منت اللہ رحمانی نے "تدوین حدیث" اور "کتابت حدیث" جیسی عظیم کتابوں کی تاریخی طور پر حدیث کی خدمت کی ہے تو دوسری جانب ظفر احمد تھانوی، عبدالرحمن مردانی اور مفتی سعید احمد پالن پوری نے قواعد علوم الحدیث، جواہر الاصول فی اصول الحدیث اور تحفۃ الدرر جیسی مفید کتابیں لکھ کر طالب حدیث کو بنیادی طور پر اتنا مواد فراہم کر دیا کہ اب وہ ان راہوں میں کبھی غچہ نہیں کھا سکتا، اب شروحات کو دیکھئے تو یہاں بھی صحاح ستہ کے ساتھ ساتھ حدیث کی اکثر و بیشتر مشہور و متداول کتابیں ان کے قیمتی حاشیوں اور پر مغز تعلیقات سے مزین نظر آتی ہیں، بخاری شریف جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہی جاتی ہے اور جس کے تراجم ابواب ہر زمانے میں علم حدیث کے شہسواروں کی کاوشوں کا محور رہے ہیں ان پر حضرۃ شیخ الہند مولانا ماجد علی مانوی اور مولانا فخر الدین نے الابواب والتراجم شرح تراجم ابواب بخاری اور القول الفصیح فی ما یتعلق بنضد ابواب الصحیح جیسی عمدہ کتابوں کی تصنیف کر کے فقہ البخاری فی تراجمہ کی حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں کر دیا، پھر ایک نئے باب کا آغاز کرتے ہوئے حضرت نانوتوی کے حاشیہ کے علاوہ علماء دیوبند نے لامع الدراری، تقریر بخاری، تقریر گنگوہی، فیض الباری، انوار الباری، فضل الباری، نبراس الساری علی اطراف البخاری، ایضاح البخاری تحفۃ القاری فی حل مشکلات البخاری، اور الکوثر البخاری علی ریاض البخاری جیسی عظیم کتابوں کی تالیف کی، اسی طرح حنفی محدثین کی تعلیقات سے محروم مسلم شریف کی پہلی بار مولانا شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم کے نام ایسی بے نظیر شرح لکھی جو شرح نووی کو کئی فرلانگ پیچھے چھوڑ گئی اور مصر کے نامور محدث علامہ زاہد کوثری نے اسے زوردار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا، اس کے بعد مولانا علی احمد اعظمی نے شرح کتاب الایمان مرتب کی، ایک شرح تفہیم المسلم کے نام سے بھی وجود میں آئی اور ابھی حال ہی میں مقدمہ مسلم کی تشریح تک محدود نعمت المنعم اور فیض المنعم جیسی مفید کتابیں بھی منظر عام پر آئی ہیں۔

اب ہم نسائی شریف کا جائزہ لیتے ہیں جو محققین کے نزدیک صحاح میں تیسرے مقام پر فائز ہے، تو اس پر "مقدمہ تعلیق نسائی" کے ساتھ ساتھ "الحواشی الجدیدہ" کے نام سے ہمیں حضرت مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی ہی کا ایسا حاشیہ بھی ملتا ہے جس میں حاشیہ سندھی اور زہر الربی کے عطر کو کشید کیا گیا ہے، اس کے علاوہ حضرت

گنگوہیؒ کی الفیض السماوی علی سنن النسائی بھی اس موضوع پر ایک قیمتی کوشش ہے۔

اسی طرح مستدلات فقہا سے لبریز ابوداؤد شریف پر کی گئی علماء دیوبند کی کاوشوں کو دیکھیں تو وہ بھی ہر پہلو سے اب مستغنی نظر آتی ہے، ایک طرف تال ابوداؤد کی تشریح و توضیح کے لیے مولانا حنیف گنگوہیؒ نے فلاح و بہبود کل تال ابوداؤد کے نام سے مفید کتاب مرتب کی ہے تو دوسری جانب التعلیق المحمود، الدر المنضود، بذل المجہود، انتباہ الرقود، انوار المحمود اور تعلیق سنن ابی داؤد جیسی عمدہ شروحات کے انبار لگے ہوئے ہیں، اب جامع ترمذی کا نمبر آتا ہے جو کہ صحاح میں پانچویں اور درسیات میں دوسری کتاب سمجھی جاتی ہے تو حقیقت یہ ہے کہ خدمت حدیث کے اس میدان میں علماء دیوبند نے نہ صرف یہ کہ اپنے علمی تفوق کی ڈھاک بٹھادی بلکہ الکوکب الدری نفع الشذی العرف الشذی، معارف مدنیہ، الورد الشذی، تقریر ترمذی، الطیب الشذی، ہدیۃ الاحوذی اور معارف السنن جیسی عظیم شروحات و حواشی کے ذریعہ امام ترمذی کو بھی اپنے احسانوں سے گرانبار کر دیا، اس کے بعد جب ہم ابن ماجہ شریف کی تعلیقات پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی، مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی اور علامہ کشمیریؒ کے قیمتی حواشی کے علاوہ "کشف الحاجہ اور مصباح الزجاجہ" جیسی مستقل تصانیف کا پتہ ملتا ہے پھر یہ سلسلہ صرف صحاح ستہ تک ہی محدود نہیں رہتا بلکہ اس دائرے کو مزید وسعت دیتے ہوئے حضرت مولانا یوسف کاندھلوی نے امانی الاحبار شرح معانی الآثار، مولانا حسین علی نقشبندی نے تلخیص الطحاوی اور مولانا شبیر بہاری نے تقریر طحاوی لکھ کر خدمت حدیث کے میدان میں مزید گرانقدر تالیفات کا اضافہ کیا۔

پھر جب امام محمد کی کتاب الآثار کی باری آئی تو مفتی مہدی حسن شاہجہانپوری نے قلائد الازہار جیسی مفصل بے نظیر کتاب لکھ کر اس کی شرح کا حق ادا کر دیا، اس سے ایک قدم اور آگے بڑھ کر جب ہم دنیائے حدیث کی مشہور کتاب مشکوۃ المصابیح کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ بھی تنظیم الاشتات کے ساتھ ساتھ قیمتی مباحث پر مشتمل التعلیق الصبیح جیسی جامع شرح سے مزین نظر آتی ہے جس پر تبصرہ کرتے ہوئے شامی محدث محمود بن رشید عطار نے کہا تھا کہ اس شرح کی موجودگی میں اب میرے نزدیک مشکوۃ کی دوسری شروحات کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔

ان تمام تالیفات میں اگرچہ حنفیت کی پرجوش وکالت کی گئی ہے اور علماء نے حتی الامکان مذہب احناف کو مدلل کرنے کی کوشش کی ہے، لیکن ارباب علم جانتے ہیں کہ یہ موضوع مستقل تصانیف کا محتاج تھا اور اس کا حق جب ہی ادا ہو سکتا ہے جب کہ نہایت تحقیق کے ساتھ فقہ حنفی اور قرآن و حدیث کے تعادم کے مکروہ پروپیگنڈے کو پوری طرح طشت از بام کر دیا جاتا، حنفی نقطہ نظر سے حدیث کی خدمت کے لیے علامہ کشمیری، حضرت تھانوی اور دوسرے علماء قلم سنبھال کر میدان میں آئے اور الاتحاف لمذاہب الاحناف الآثار، ایضاح الادلہ القطوف الدانیہ، اسرار الیخ، المصابیح، فصل الخطاب، کشف الستر اور نیل الفرقدین جیسے رسائل لکھ کر حنفی

دلائل ومعانی کا سمندر سمیٹ دیا اور طحاوی وقت ظفر تھانوی نے تو علامہ نیموی کو بھی کئی میل پیچھے چھوڑ کر اعلاء السنن جیسی معرکۃ الآراء کتاب مدون کر کے شاید خدمت حدیث کے اس باب کو ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔

خدمت حدیث کے طور پر اسلاف کی یہ کاوشیں، سند ومتن کی تشریح، حنفی موقف کے اثبات اور ادبی بلاغت کی وضاحت کے ساتھ ساتھ ایسے پر مغز مباحث اور لطیف نکات پر مبنی ہیں کہ ان کی علمی شان سے متاثر ہو کر شیخ ابوغدہ عبدالفتاح حلبی نے بے ساختہ تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان حضرات کی بعض کتابیں تو وہ ہیں جن میں ایسی چیزیں بھی ملتی ہیں جو متقدمین علماء اکابر مفسرین ومحدثین اور حکماء کے یہاں بھی دستیاب نہیں ہوتیں۔

اس کے علاوہ خدمت حدیث کے میدان میں کسی روایت کو ضعیف قرار دیئے بغیر احادیث کے تعارض کو رفع کرنا اور مختلف روایتوں کے درمیان تطبیق دینا علماء دیوبند کا وہ امتیازی وصف ہے جس کے ماضی قریب میں نظیر نہیں ملتی، یہ چیز اگرچہ علمائے احناف سے انہیں وراثت میں ملی ہے اور جملہ احناف بھی اس میں برابر کے شریک ہیں لیکن ان حضرات نے اپنی بے پناہ ذہانت وفراست کے بل بوتے پر خدمت حدیث کی اس صنف کو اتنی ترقی دی اور اسے اتنے عروج سے نوازا کہ علمی انحطاط کے دور میں بھی حافظ ابن خزیمہ کی یاد تازہ کر دی۔

اب ذرا خدمت حدیث کے دوسرے رخ کا بھی مطالعہ کیجئے کہ جب برصغیر میں فتنہ اہل قرآن کی وبا پھیلی اور انکار حدیث کی آندھی چلی تو خادمین حدیث کی اس جماعت نے از سر نو اپنی صفیں مرتب کیں اور اس فتنہ کی کاٹ کے لیے حجیت حدیث کے عنوان پر ایسا زبردست پر جوش تصنیفی سلسلہ شروع کیا کہ جس نے فتنہ انکار حدیث کے گرو گھنٹالوں کو ان کے ملک میں ہی اچھوت بنا دیا، حضرت مولانا ادریس کاندھلوی کی حجیت حدیث، حضرت حکیم الاسلام کی حدیث رسول کا قرآنی معیار اور محدث کبیر مولانا حبیب الرحمن اعظمی کی نصرۃ الحدیث اس موضوع پر شاہکار کہی جاتی ہیں۔

خادمین حدیث کی یہ جماعت کیونکہ امت کے ہر طبقہ میں حدیث کی روشنی پہنچانا چاہتی تھی اس لیے اس نے صرف ان علمی تصانیف پر بس نہیں کیا بلکہ متوسط طبقے کے لیے جواہر الحکم مصباح الابرار، الفیۃ الحدیث اور چہل حدیث کے عنوان سے بہت سے آسان رسائل مرتب کئے اور ذرا نیچے اتر کر عربی سے ناواقف اردو داں حضرات کے لیے مولانا بدر عالم میرٹھی نے ترجمان السنۃ جیسا بیش بہا گلدستہ تیار کیا، پھر جب حالات میں مزید تبدیلی آئی سوچنے سمجھنے کے زاویے بدل گئے تو جمہور امت کا حدیث سے تعلق برقرار رکھنے کے لیے حضرۃ مولانا منظور نعمانی دامت برکاتہم نے اپنے قلم کو جنبش دی اور معارف الحدیث جیسی ضخیم کتاب وجود میں آئی جس نے ہزاروں انسانوں کی فکریں بدل ڈالیں۔

غرض یہ کہ اصول حدیث کا یہ موضوع ہو یا تدوین حدیث کا عنوان ہو، منکرین حدیث کا رد ہو یا درس

(بقیہ صلا پر)

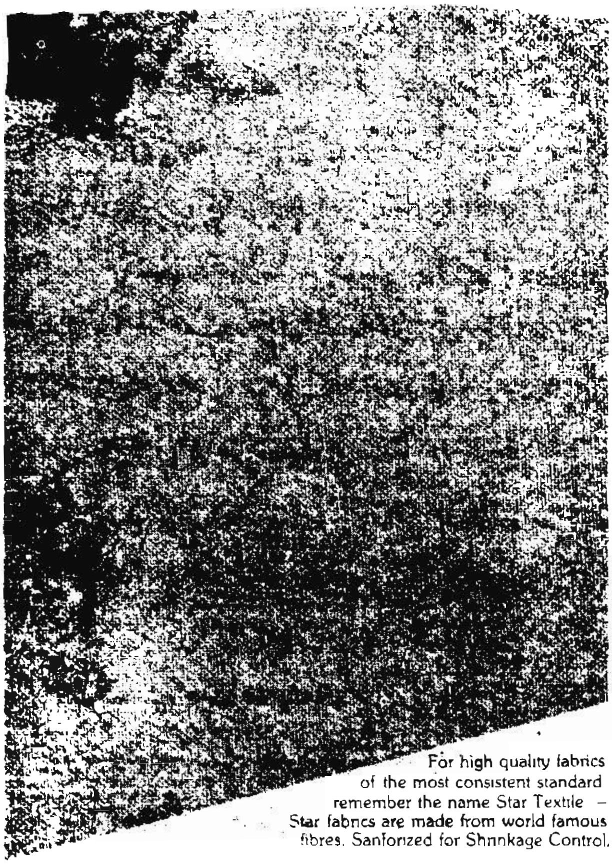

We've Developed Fabrics With Such Lasting Quality And Style That Theres Only One Word For It

Star

For high quality fabrics
of the most consistent standard
remember the name Star Textile –
Star fabrics are made from world famous
fibres. Sanforized for Shrinkage Control.

For the most comfortable and attractive shirting
and shalwar qameez suits, look for the colour of
your choice in Star's magnificent Shangrilia, Robin,
Senator fabrics

To make sure you get the genuine Star quality,
check for the Star name printed on the selvedge along every alternate metre.

THE ESSENCE OF STYLE AND TOTAL COMFORT!

Textile Mills Limited Karachi